بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

DATA ENTERED

تحقیقی مقالہ

برائے پی ایچ ڈی

ماہر القادری

حیات اور ادبی کارنامے

۱۹۹۰ء

مقالہ نگار

عبد الغنی فاروق

استاد شعبہ اردو

گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور

نگران

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

استاد شعبہ اردو

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

۳۱-۱۲-۹۱

انتساب

بہت عزیز اور محترم دوست،

محمّد ریاض ناز (مقیم جدّہ)

کے نام۔

فہرست

باب :	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ -	الف
۱-	مراحلِ حیات -	۱
۲-	ماہر القادری کی نعت گوئی -	۵۹
۳-	ماہر القادری کی غزل گوئی -	۱۳۹
۴-	ماہر القادری کی نظم نگاری -	۲۱۲
۵-	ماہر القادری کی ناول نگاری -	۳۰۲
۶-	ماہر القادری کی افسانہ نگاری -	۳۶۶
۷-	ماہر القادری کی خاکہ نگاری -	۳۸۸
۸-	ماہر القادری سفر نامہ نگار کی حیثیت سے -	۴۳۰
۹-	ماہر بحیثیت لغت شناس -	۴۴۵
۱۰-	ماہر القادری کی تنقید -	۴۶۷
۱۱-	ماہر القادری کی تبصرہ نگاری	۴۷۸
۱۲-	ماہر القادری کی مذہبی تحریریں -	۵۰۳
۱۳-	ماہر اور ترقی پسند تحریک -	۵۱۴
۱۴-	ماہر القادری بحیثیت مدیر -	۵۲۴
۱۵-	ماہر کا اسلوبِ بیان -	۵۳۹
	کتابیات -	۵۵۰

* * * * * * * * *
* پیش لفظ *
* * * * * * * * *

ماہر القادری جامع الصفات شاعر اور ادیب تھے ، وہ نعت میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے - بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری " ان کی غزل قاری اور سامع کو چونکائے بغیر نہیں رہتی " اور یہ کہ " وہ اپنے ہم عصر غزل گو شعراء میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں "۔[1] انہوں نے رومانی ، سیاسی ، مزہبی اور معاشرتی موضوعات پر مختلف اصنافِ سخن میں بےشمار نظمیں بھی لکھیں جو ان کی قادر الکلامی پر شاہدِ عادل ہیں - نثر میں موصوف نے چار ناول یادگار چھوڑے ، مختلف وقتوں میں چھ مجموعے افسانوں کے طبع کرائے ، مختلف شخصیات پر ۱۹۰ خاکے لکھے، باقاعدہ کتابی صورت میں ایک سفرنامہ حج کے علاوہ مختلف اسفار کے تفصیلی تاثرات پر مبنی ماہر کے متعدد سفرنامے " فاران " میں شائع ہوئے - تبصرہ نگاری میں وہ واقعتاً انفرادیت اور خاص امتیاز کے حامل ہیں اور دو ہزار سے زائد کتابوں پر انہوں نے جامع اور بھرپور تبصرے قلم بند کیئے - تنقید ، لُغت اور اصلاحِ زبان کے سلسلے میں ان کی خدمات بڑی وقیع ہیں - اس کے علاوہ مذھبی ، سیاسی اور علمی موضوعات پر ان کی لاتعداد تحریریں اپنی شگفتگی، سند اور وقعت کے اعتبار سے بڑی اہم ہیں - ایک ماہانہ رسالہ کے مدیر کی حیثیت سے بھی ماہر کا اپنا ایک مقام ہے۔اس طرح موصوف

۱- ماہنامہ " فاران " کراچی ، اگست ۸۶ء (ماہر نمبر) ص ۲۵

نے اردو زبان و ادب ، دینِ اسلام اور وطنِ عـزیز پاکستان کی غیر معمولی خدمت انجام دی ہے اور ان کا یہ امـتیاز وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتا اور نمایاں ہوتا چلا جائے گا -

مگر یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ متـذکرہ ساری صفات اور خدمات کے باوجود ماہرالقادری ایک مظلوم شاعر اور ادیب ہیں - نقاد حضرات کی غالب اکثریت نے انہیں یکسر نظر انداز کیا ہے اور (نعـت کے سوا) کسی بھی صنفِ ادب کے حوالے سے تجزیاتی مقالات میں ان کا نام ڈھونڈے سے نظر نہیں آتا - اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ مختلف ادبی رسائل پر ترقی پسند حضرات قابض تھے ، نـقد و نظر کی دنیا میں بھی یہی لوگ چھائے ہوئے تھے اور چونکہ ماہر نے حیدر آباد دکن ہی سے ترقی پسند تحریک کے خلاف محـاذ کھول دیا تھا جو تادمِ مرگ جاری رہا اور جس نے بمبئی میں باقاعـدہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی تھی ؛ اس لیے اس طبقے نے اُن سے اِس طرح انتـقام لیا کہ اُنہیں مکمل طور پـر نظرانداز کیا گیا اور ادبی محفلوں میں ان کے بارے میں طنـز و استخفاف کا لہجہ اختیار کیا گیا جس کا نتیجـہ یہ ہوا کہ غیرشعـوری طور پر غیر جانبدار نقاد حضرات بھی متاثـر ہوئے اور ماہـر کو ادبـی دنـیا میں ایک ناپسندیدہ فرد کی حیثیت دے دی گئی -

میں اِسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ استادِ گرامـی ڈاکٹر افـتخار احمد صدیقی نے مجھے ماہر القـادری پر تحقیـقی مـقالہ لکھنے کی ترغـیب دی اور اللّٰہ تبـارک و تعـالیٰ کا لاکھ لاکھ شکـر ہے کہ میں اسے مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہـوں - میں اس امـر کا

اعتراف کرتا ہوں کہ حُسنِ اتفاق سے مَیں ماہر کے متنوع نظریات و عقاید سے کامل اتفاق رکھتا ہوں ، مگر میں نے اس مقالہ کو " مدلّل مدّاحی " نہیں بننے دیا اور ان کی نظم و نثر کی خوبیاں اجاگر کرنے کیساتھ ساتھ جہاں بھی مجھے کوئی خامی یا کمزوری نظر آئی ہے ، میں نے اس کی بھی نشاندھی کی ہے - ماہر اعتدال اور توازن کے علمبردار تھے اور یہی رویہ میں نے ان کے بارے میں اختیار کرنے کی کوشش کی ہے - میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں ، اس کا فیصلہ ممتحن حضرات اور قارئین ہی کر سکتے ہیں -

اس مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں مَیں سب سے پہلے استادانِ گرامی ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی اور ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کا تہِ دل سے شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے مختلف مواقع پر میری خاص حوصلہ افزائی فرمائی - سیالکوٹ کے ریٹائرڈ بریگیڈیر نثار احمد قریشی صاحب نے " فاران " کے بیس سال کے مجلد فائیل کا انتظام کر دیا اور اپنے حُسنِ عمل سے میرے راستے کی بعض ایسی دقتوں کو دور کیا کہ میرے لیے کام کرنا آسان ہو گیا - ریٹائرڈ جنرل محمد اکرم مرحوم نے یہ فائل پہلے عاریتہً بھجوائے ، مگر بعد میں مستقلاً عنایت فرما دیئے - معروف مورّخ اور مصنف جناب طالب ہاشمی نے مجھے ماہر کی متعدد نادر تحریریں مہیا فرمائیں اور نہایت خلوص و محبت سے میری حوصلہ افزائی کرتے رہے - کراچی کے اسمٰعیل مینائی صاحب نے ماہر کی وفات کے بعد

جو " فاران " کو زندہ رکھا ، اس کا شاید سب سے زیادہ فائدہ مجھے پہنچا اور میں نے
مختلف وقتوں میں ماہر کے بارے میں چھپنے والے مضامین سے بھرپور استفادہ کیا ۔
مینائی صاحب نے براہ راست بھی میری مدد فرمائی اور ماہر کی بعض نایاب کتب مرحمت
کیں ۔ میں ان چاروں محترم حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں ۔ مجھے معروف بزرگ شاعر
جناب انوار ظہوری کے ایک غیر مطبوعہ مضمون سے بھی استفادہ کا موقع ملا جس کے لیے میں اُن کا ممنون ہوں ۔
انکے علاوہ اس مقالے کے سلسلے میں جناب مشفق خواجہ، جناب عبدالجبار شاکر ،
پروفیسر اختر راہی ، جناب حفیظ الرحمٰن احسن ، پروفیسر اسرار احمد سہاوری اور محمد اویس خان نے
مجھے ماہر القادری کی نادر کتب اور متعلقہ مضامین عطا کئے ۔ ادارہ معارفِ اسلامی منصورہ
کی لائبریری ، پنجاب پبلک لائبریری ، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری
کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی ، دیال سنگھ کالج لائبریری اور اورینٹل کالج لائبریری
کے مہتمم حضرات نے میری خاص معاونت کی ۔ میں فرداً فرداً ان سب حضرات کے خلوص
اور محبت کا سپاس گزار ہوں ۔ میں اپنے لائق اور عزیز شاگرد (سکواڈرن لیڈر)
محمد ازہر رانا کا بھی شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے مطلوبہ انگریزی حوالے تلاش کرنے
میں میری مدد کی ۔ اور اپنے نگران ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا بھی تہِ دل سے
ممنون ہوں کہ انہوں نے میری مناسب رہنمائی فرمائی اور اپنے ذاتی کتب خانہ سے بھی
مستفید ہونے کا بھرپور موقع عطا کیا ۔ جزا ہم اللّٰہ تعالٰی احسن الجزاء ۔

عبدالغنی فاروق
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو،
گورنمنٹ دیال سنگھ کالج ، لاہور ۔

باب - ۱

مراحلِ حیات ـــــ پیدائش سے وفات تک

پیدائش ، والدین اور خاندان

منظور حسین نام ، ماہر تخلص ، سلسلہ قادریہ سے نسبت کے سبب القادری تخلص کا جزو بن گیا ۔[۱]

ماہر القادری ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ (مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء) کو ضلع بلند شہر (یو - پی ، بھارت) کے ایک قصبہ کیسرکلاں[۲] میں پیدا ہوئے۔ منظور حسین تاریخی نام ہے جو ۱۳۲۴ھ کے اعداد سے ان کے والد محمد معشوق علی (ولد شیخ علی بخش[۳]) نے نکالا تھا[۴] ، ماہر کا گھرانا نسب کے اعتبار سے قریشی ہے -[۵]

۱- ماہنامہ "فاران" کراچی دسمبر ۱۹۷۸ء ص ۵۲ (نامکمل خود نوشت ماہر القادری)

۲- کسیر کلاں علی گڑھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ڈبائی ریلوے سٹیشن سے تین میل دور ہے (فاران دسمبر ۱۹۷۸ء ، ص ۵۲) ماہر کے چھوٹے بھائی مسرور حسین نے بتایا (ملاقات ناظم آباد کراچی ۸ اگست ۱۹۸۶ء) کہ تقسیم کے وقت اس قصبے کی آبادی تقریباً تین ہزار نفوس پر مشتمل تھی جس میں نصف تعداد مسلمانوں کی تھی - کسیرکلاں کے گردو نواح میں بعض نامور مسلمانوں کی جاگیریں تھیں جن میں نواب چھتاری ، نواب اسمٰعیل خان صدر مسلم لیگ اور نواب جہانگیر آباد نے سیاسی شہرت پائی -

۳- پروفیسر محمد ایوب قادری "کاروان رفتہ" مکتبہ اسلوب ، کراچی ۱۹۸۲ء ص ۲۲۲

۴- فاران ، ایضاً ، ص ۱۵۳

۵- ماہر القادری فاران ، اگست ۱۹۶۹ء ، ص ۵۲

ماہر القادری کے چھوٹے بھائی مسرور حسین نے بتایا کہ ماہر اور ان کی ایک بہن رحمت النساء ، محمد معشوق علی کی پہلی بیوی ممتاز بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ رحمت النساء بڑی تھیں ، اور ماہر چھوٹے ـــــ مگر ممتاز بیگم اس وقت وفات پا گئیں جب ماہر کی عمر صرف آٹھ برس کی تھی - [۱]

محمد معشوق علی نے پہلی بیوی کی وفات کے کئی برس بعد دوسری شادی ایک خاتون معشوق النساء سے کی - مسرور حسین کے بقول یہ خاتون بڑی ہی نیک ، دیندار اور خلیق و حلیم تھیں - تعلیم صرف ناظرہ قرآن تک محدود تھی - انہوں نے ماہر کو سگی ماں کا پیار دیا - ماہر کے چھوٹے بھائی مسرور حسین اُنہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ [۲]

۱- سید اوصاف علی دھلوی کے نام ماہر صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں " میری عمر آٹھ سال کی تھی جب مجھے والدہ کی رحلت کا غم اٹھانا پڑا - اس زمانے میں جتنا بھی ہوش تھا ، اُس اعتبار سے احساسِ غم بھی تھا (فاران ، مئی ۱۹۸۱ء ، ص ۷۲)

۲- مسرور حسین صاحب نے بتایا کہ معشوق النساء بڑی ہمدرد اور ایثار پیشہ خاتون تھیں۔ جب ماہر نے میٹرک کر لیا اور وہ ملازمت کے سلسلے میں پریشان تھے ، تو سوتیلی والدہ نے اپنا سارا زیور نکالا اور ماہر کے حوالے کرتے ہوئے کہا " منظور ، یہ لو - اسے لے جاؤ اور جس طرح مرضی ہو ، اس سے فائدہ اٹھاؤ " تم پریشان اور فکرمند کیوں ہو -- معشوق النساء نے ۱۹۳۶ء ، میں اُس وقت وفات پائی جب مسرور حسین کی عمر پندرہ سال سے زاید نہ تھی -

ماہر صاحب لکھتے ہین کہ ان کے والد گاؤن کے پہلے شاعر ، شرنگار ، اور انگریزی دان تھے - تخلص ظریف تھا ، مگر وہ مزاحیہ اور ظریفانہ شاعری نہین کرتے تھے - عربی مین ظریف HUMOROUS کو نہین ، بلکہ زیرک و دانا کو کہتے ہین-[1]

سرور حسین صاحب نے بتایا کہ ان کے والد آبائی طور پر زراعت پیشہ تھے - گاؤن کے نواح مین ایک سو بیگھ زمین کے مالک تھے ـــ خود کاشت کراتے تھے ، مگر پانی کی کمی کی وجہ سے پیداوار خاطر خواہ نہ ہوتی تھی اور خوشحالی میسر نہ تھی -

یہ معلوم نہین ہو سکا کہ ماہر کے والد کی تعلیم کیا تھی ، تاہم وہ اردو ، اور فارسی سے خوب شناسا تھے - انگریزی لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے -[2]

سرور حسین صاحب نے بتایا کہ کاشت کاری کے ساتھ ساتھ محمد معشوق علی کسیر کلان مین برانچ پوسٹ ماسٹر کی ذمہ داری بھی نبھاتے تھے - ایسا شاید اس لئے تھا کہ قصبے مین صرف وہی مناسب تعلیم کے حامل تھے -

محمد معشوق علی ادب و شعر کا صاف ستھرا ذوق رکھتے تھے -[3] ماہر لکھتے ہین کہ ابتدا مین وہ غزل کے شاعر تھے ، مگر اخیر مین صرف حمد و نعت کہتے تھے - ماہر نے ان کی نعتیہ غزل کا ایک مقطع بھی نقل کیا ہے -

الٰہی وہ دن کونسا ہے کہین سب
مدینہ ظریف ان دنون جا رہا ہے[4]

۱- فاران دسمبر ، ۱۹۷۸ء ، ص ۵۲
۲- ماہر القادری فاران دسمبر ۱۹۷۸ء ، ص ۵۲
۳- والد مرحوم فرمایا کرتے تھے "کہ خط کی عبارت پڑھنے سے پہلے لکھنے والے کی خوشخطی دیکھ کر ہی ذہن اچھا اثر قبول کرتا ہے" - ماہر القادری مقدمہ " تیس پروانے شمع رسالت کے از طالب ہاشمی ، مکتبہ چراغ اسلام لاہور ۱۹۷۸ء ، ص ۵
۴- فاران ستمبر ۱۹۶۹ء ، ص ۱۸

ماہر صاحب لکھتے ہیں کہ وہ بچپن میں مختلف مذہبی تقریبات میں مولود پڑھا کرتے تھے۔ والد مرحوم نے میری خاطر پورا میلاد مرتب کیا جو "مولودِ شہیدی" وغیرہ کتابوں سے مستفاد و ماخوذ تھا۔ نعتیہ نظمیں اور غزلیں سب انہی کی تھیں۔ والد مرحوم گاؤں کی مروجہ رسموں — میلاد کے قیام، فاتحہ، سوم و چہلم میں حصہ لیتے تھے، مگر دوسرے مسلمانوں کی طرح علمائے دیوبند سے بدظن نہ تھے بلکہ ان کا احترام کرتے تھے۔ پوری بستی میں صرف ہمارے گھر میں مولانا اشرف علی تھانوی کا "بہشتی زیور" تھا۔ اسی نسبت اور ربط و تعلق کے سبب گاؤں کے مسلمانوں کی زبان سے ان پر "دیوبندیت" کی طنز سننے میں آتی تھی"۔[1]

اپنے والد کے دینی مزاج اور طریقِ تربیت کے بارے میں ماہر لکھتے ہیں :-

> "ہم نے اس ماحول میں پرورش پائی ہے کہ والد مرحوم کھانا کھاتے میں نہ معلوم کتنی بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ میں ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہوتا، تو روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے کہتے جاتے "منظور، یہ گیہوں کی روٹی، یہ سالن، یہ ٹھنڈی چھاؤں، ہر کسی کو میسر نہیں آتی۔ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔ کھانا کھاکر پھر دعا پڑھتے"۔[2]

ان کے والد کی تربیت کا ایک انداز یہ بھی تھا :-

۱۔ فاران اپریل، ۱۹۶۷ء، ص ۳۱

۲۔ کاروانِ حجاز مکتبہ فاران کراچی، ۱۹۵۶ء، ص ۱۲۸

" والد مرحوم [1] بچپن میں میرے سر کے تمام بال منڈوا دیا کرتے تھے چودہ پندرہ سال کی عمر تک یہی صورت رہی کہ مہینے میں ایک بار مجھے سر گھٹانا پڑتا - پھر میں نے ہائی اسکول میں دوسرے طلبہ کی دیکھا دیکھی انگریزی بال رکھ لئے اور وہ اس تدریج کے ساتھ کہ سب سے پہلے میں نے کنپٹیوں سے کچھ اوپر تک انگریزی انداز میں بال ترشوائے - میں نے دیکھا کہ والد مرحوم نے مجھے نہیں ٹوکا [2] تو پھر میں نے پورے سر کے بالوں کو فرنگی بنا دیا - تقریباً تیس سال کے بعد حج کی بدولت اس " افرنگیت "سے ، جسے میں اپنے سر پر لئے پھرتا تھا ، نجات ملی "- [3]

تعلیم اور مطالعے کا آغاز

ماہر نے قرآن حکیم اور اُردو کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب سے حاصل کی- [4] اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے والد سے فارسی کی کتابیں بھی پڑھتے رہے اور ۱۹۱۵ء میں یعنی نو سال کی عمر میں جب انہوں نے کبھو مڈل اسکول ڈبائی میں داخلہ لیا ، تو

۱- ماہر صاحب لکھتے ہیں :- "جس سال (۱۹۲۲ء میں) ان کی وفات ہوئی ہے ، ہمارے گاؤں کے کئی مسلمانوں کو حج و زیارت کی توفیق نصیب ہوئی - میاں نے کورے خاصے کا پاجامہ اور کچی ململ کا کُرتہ سلوا کر یہ جوڑا سینت کر رکھا تھا کہ جس دن حاجی ریلوے سٹیشن پر پہنچیں گے تو وہ نیا جوڑا پہن کر ان کا استقبال کریں گے ، مگر یہ خوشی دیکھنی ان کے نصیب میں نہیں لکھی تھی - حاجیوں کی واپسی سے پہلے ہی وہ دنیا سے چل بسے" (فاران ستمبر ۱۹۶۹ء ص ۱۸)

۲- جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ تربیت کے معاملے میں متشدد نہ تھے بلکہ نو عمری کی نفسیات سے آگاہ تھے -

۳- کاروانِ حجاز ، ص ۲۱

۴ - فاران دسمبر ۱۹۷۸ء ، ص ۳۲۵

وہ گلستاں ختم کر چکے تھے[1] -

ایک طالب علم کی حیثیت سے ماہر کو تاریخ ، اردو ، فارسی مین تو امتیازی حیثیت حاصل رہی ، مگر ریاضی مین وہ کمزور تھے ، اس لئے ۱۹۲۴ء مین جب الہ آباد یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان دیا ، تو فیل ہو گئے[2] -

امتحان مین ناکامی کے چند ماہ بعد ماہر کے والد وفات پا گئے[3] - وہ بڑے ہی شفیق اور محبت کرنے والے/باپ تھے - چنانچہ قدرتی طور پر نوجوان ماہر نے شدید صدمہ محسوس کیا ، امتحان کی ناکامی اس پر ستزاد تھی ، چنانچہ سال سوا سال کی مدت سخت اضطراب اور بے کیفی مین گزری ، تاآنکہ ان کی سوتیلی والدہ نے ان کی پریشانی کا یون مداوا کیا کہ اواخر دسمبر ۱۹۲۵ء مین ان کی شادی کر دی[4] - اس وقت ان

۱- ماہر کی دو تحریرین : (۱) ۱۹۱۸ء کا قصہ ہے ، مین ان دنون کبیر مڈل اسکول ڈبائی مین انگریزی کی فورتھ کلاس کا طالب علم تھا (فاران اکتوبر ۱۹۷۰ء ص ۴۸) (۲) ۱۹۲۳ء کی بات ہے مین کبیر ھائی اسکول قصہ ڈبائی مین نوین کلاس مین پڑھتا تھا (فاران فروری ۱۹۶۷ء ص ۳۸ ، ۳۹) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ماہر نے ۱۹۱۵ء مین پہلی جماعت مین داخلہ لیا تھا اور سن پیدائش ان کا چونکہ ۱۹۰۶ء ھے ، اس لئے داخلے کے وقت انکی عمر نو برس بنتی ہے - تاخیر کا سبب مدرسے اور گھر کی تعلیم کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیہات مین کسان گھرانے بچون کو بہت چھوٹی عمر مین اسکول نہین بھیجتے تھے -

۲- ماہر القادری فاران اپریل ۱۹۶۷ء ، ص ۳۳ -

۳- ایضاً ،

۴- ماہر کی شادی ضلع بلند شہر ہی کے ایک گاؤن مین ہوئی اہلیہ کا نام بلقیس جہان بیگم تھا جو واجبی سی گھریلو دینی تعلیم کی حامل تھین - مسرور حسین صاحب کے بقول بڑی خوش اخلاق ، دیندار اور تہجد گزار خاتون تھین میان بیوی مین ہمیشہ مثالی تعلق رہا- اولاد سے محروم رہین ، مگر صبر و شکر سے خوش و خرم زندگی گزاری-جماعت اسلامی کی رکن تھین - ۱۹۶۶ء مین وفات پائی اور اپنا سارا اثاثہ جماعت کو دے گئین -

کی عمر ١٩ سال تھی -

ماہر کو کھیتی باڑی سے چنداں دلچسپی نہ تھی - وہ چاہتے تھے کہ کوئی ملازمت مل جائے -[١] مگر سرکاری ملازمت کے لئے کم از کم میٹرک کی سند ہونا ضروری تھا چنانچہ انہوں نے میٹرک کی از سر نو تیاری شروع کر دی اور سخت محنت کے بعد ١٩٢٦ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا -[٢]

ادبی اور ملی شعور کی پرورش
=====================

دو دس سال کی عمر ہی سے ماہر کو اخبار اور رسائل پڑھنے کا شوق ہو گیا - ان رسائل میں خواجہ حسن نظامی کا رسالہ " نظام المشائخ " بھی تھا جو دلی سے چھپتا تھا - ماہر خواجہ صاحب کی تحریروں کی سلاست ، سادگی اور حسنِ ادا سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے مضامین ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھنے لگے -[٣]

ماہر کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی جب ہندوستان میں " تحریکِ خلافت "

١- روایت سرور حسین (ملاقات کراچی ٨ اگست ١٩٨٦ء)

٢- ماہر القادری فاران اپریل ١٩٦٧ء ، ص ٣٣ یہ امر دلچسپ ہے کہ جب کوئی پوچھتا کہ ماہر صاحب آپ کی تعلیم کیا ہے تو فرماتے MAB PIAT PIX پھر خود ہی وضاحت کرتے Matric Appeared but plucked in Allahabad then Passed in Aligarh. اس سے ماہر کی شگفتہ مزاجی اور خود اعتمادی کا بھی اندازہ ہوتا ہے -

(ماہنامہ سیارہ لاہور دسمبر ١٩٦٣ء ، ص ٢٣)

٣- ماہر القادری فاران ستمبر ١٩٥٥ء ، ص ٣١